امیر شریعت کی رفاقت میں

حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
سابق خطیب مسجد ختم نبوت (قادیان)

حضرت امیر شریعت کے ساتھ اس عاجز کو طویل عرصہ رفاقت قریبہ کا شرف نصیب ہوا۔ خلوت و جلوت میں اکٹھے رہے۔ سوائے نیکی، شرافت، نجابت کے دوسری کوئی چیز نہیں دیکھی۔ دوستوں سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ نہ صرف محبت بلکہ انتہائی تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ مجھے وہ دن یاد ہے کہ ایک دفعہ قادیان سے امرتسر حضرت کے دولت کدہ پر حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ کھانے کا وقت تھا۔ دستر خوان بچھایا اور ماحضر نہایت قرینہ سے چنا گیا۔ فرمایا "عطاء المنعم (آپ کے بڑے فرزند) چچا کے ہاتھ دھلائے؟" انہوں نے عرض کی "ابا جان! میں اوپر کھانا لینے گیا تھا تو انہوں نے خود ہاتھ دھو لئے" گرج کر فرمایا۔ "تم نے کیوں نہیں دھلائے اٹھو اور اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ دھلاؤ۔ تمہیں علم نہیں کہ مہمان کے ہاتھ دھلانا بھی کارِ ثواب ہے" عطاء المنعم کھانے سے اٹھے اور پانی کا لوٹا اٹھا کر دوبارہ ہاتھ دھلائے۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا "بیٹا میں نے تمہیں ادب سکھانے کے لئے ایسا کہا ہے" سبحان اللہ مکارمِ اخلاق کی کیا شان ہے۔

اس کے بعد جب حاضری ہوتی تو حضرت عطاء المنعم صاحب کھانے سے زیادہ ہاتھ دھلانے کا اہتمام فرماتے۔

آپ کا قلب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور تھا۔ ذرا سا لفظ بھی جو تادّب کے خلاف ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں برداشت نہیں کرتے تھے۔

حضرت امیر شریعت کا وہ مشہور و معروف مقدمہ جب آپ کو کوہ مسوری سے گرفتار کر کے گورداسپور لایا گیا۔ یہ مقدمہ حضرت کی اس تقریر کی بناء پر بنایا گیا تھا۔ جو آپ نے قادیان میں ایک لاکھ کے مجمع عام میں احرار کانفرنس کے موقعہ پر کی تھی۔

اس مجمع میں موجود اصحاب کو یاد ہو گا کہ آپ نے فرمایا تھا۔

"فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے"

ایک لاکھ کا مجمع بے خود ہو کر جھوم رہا تھا۔ یہ تقریر شام کے آٹھ بجے شروع ہوئی تھی اور صبح اڑھائی تین بجے ختم ہوئی۔ اور مجمع برابر شام سے صبح تک مسحور رہا۔ یہ مقدمہ اور مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کا فیصلہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔ جس کی ہیرو حضرت امیر شریعت کی بلند پایہ شخصیت ہے۔

چودھری افضل حق مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ

"حضرت امیر شریعت نہ صرف ایک بلند پایہ خطیب ہیں بلکہ نہایت عمدہ

سوچنے والے مدبر ہیں۔ لیکن میں کیا کروں۔ مجھے تو وہ بہت دیر سے ملتے ہیں۔ جب کبھی کسی اہم سیاسی معاملہ پر ان سے مشورہ کرنا ہوتا ہے تو انکی لاہور آمد کے لئے شدید انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کاش شاہ جی مجھے جلدی جلدی ملتے تو ذہنی کوفت سے مجھے نجات ملتی"

وقت چلاجاتا ہے واقعات نقش بہ حجر رہتے ہیں۔ ایک دفعہ سیالکوٹ میں حضرت امیر شریعت کی تقریر کا انتظام ایک مندر کے طویل و عریض احاطہ میں کیا گیا۔ سیالکوٹ کے لوگ آپ کی تقریر کے عاشق تھے۔ اتنا مجمع ہوا کہ سیالکوٹ کی تاریخ نے شاید ہی دیکھا ہو۔ خصوصاً ہندو اتنی زیادہ تعداد میں آپ کی تقریر سننے آئے تھے کہ مسلمانوں سے بھی ان کی تعداد زیادہ تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا۔ "ہندوستان کی آزادی" انقلاب زندہ باد کے فلک بوس نعروں سے آپ کی تقریر شروع ہوئی۔ غیر ملکی حکومت کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے گفتگو کا ریلا اس موڑ پر پہنچا کہ ہمارے حصول مقصد کے راستے میں مضبوط روڑا کونسا ہے۔ منجملہ اسباب و علل بیان کرتے ہوئے ہندوؤں کی تنگ نظری کا ذکر آیا۔ مجمع میں اکثریت ہندوؤں کی تھی اور تقریر سیالکوٹ کے ایک عظیم الشان مندر میں ہورہی تھی۔ ہندوؤں کا ایک جم غفیر تقریر سننے کے لئے موجود تھا۔ حضرت نے ہندوؤں کی تنگ نظری پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ آپ نے نہ صرف ہندوؤں کے مذموم اخلاق کو تفصیل سے بیان کیا بلکہ انکی مذہبی تنگ نظری کو بیان کر کے اسلام اور ہندوازم کا مقابلہ کیا۔ ہندو مجمع مارے شرم کے پانی پانی ہو رہا تھا۔ اور مسلمان فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ "اسلام زندہ باد" "امیر شریعت زندہ باد" شاہ جی نے اس مجمع میں جو کچھ فرمایا وہ ان کی شانِ خصوصی تھی۔ ورنہ اگر کوئی دوسرا مسلمان لیڈر اس قسم کا تبصرہ کرتا تو تنگ نظر ہندو قتل و مقاتلہ کے لئے تیار ہو جاتے۔ لیکن وہاں ایک شان ہی نرالی تھی۔ شاہ جی کی زبانِ فیض ترجمان سے جو کچھ نکل رہا تھا۔ ہندو زبانِ حال سے اس کی تصدیق کر رہے تھے۔ اور اندر ہی اندر شرمسار ہو رہے تھے۔ تقریر کے بعد جو غالباً ڈیڑھ دو بجے ختم ہوئی تھی ہندو ہاتھ جوڑ کر آپ کی تعظیم کر رہے تھے۔ اور ملال کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ ورنہ کیا مجال کہ ایسے مجمع میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہو ہندوازم کے خلاف کوئی مسلمان لیڈر ایک لفظ تک کہہ سکے۔

ایک دفعہ حضرت امیر شریعت بٹالہ، گورداسپور تشریف لائے۔ ہندوؤں کا ایک مجمع حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ حضرت آج ہمیں کچھ سنائیں۔ آپ نے فرمایا کیا سناؤں میں تو قرآن جانتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں بھی قرآن سنائیے۔ ہم نہایت شوق سے قرآن سنیں گے۔ آپ نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کی تشریح و توضیح اس انداز میں بیان کی کہ ہندو مجمع عش عش کر اٹھا۔ آپ کی تقریر تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اور وہ اس حد تک متاثر ہوئے کہ اس کے بعد جب کبھی ہم قادیان سے بٹالہ آتے تو لوگ ہم سے خواہش کرتے کہ کبھی حضرت امیر شریعت پھر بٹالہ تشریف لائیں اور ہمیں وہی لا الہ الا اللہ کی تشریح و توضیح سنائیں۔ حضرت کے طفیل وہ لوگ ہماری بھی بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت شاہ جی مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین